بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ٣٣

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم سہ شنبہ

جلد ٣٢ | ١١ ماہ وفا ١٣٢٣ ہش | ١٩ رجب ١٣٦٣ھ | ١١ جولائی ١٩٤٤ء | نمبر ١٦٠

مدینۃ المسیح

قادیان ۹ ماہ وفا۔ کل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ حضور کے ہمراہ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی آئے۔

حضور کے متعلق آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیرو عافیت ہے۔

تعلیم الاسلام کالج موسمی تعطیلات کے لئے ۸ جون سے ۲۱ ستمبر تک کیلئے بند ہو گیا ہے۔

گذشتہ ہفتہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ سفر پر تھے۔ اب آپ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

روزنامہ الفضل قادیان ———— ١٩ رجب ١٣٦٣ھ

سرورِ کونین سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی والہانہ محبت و عشق

اگر غیر مبایعین کے "آرگن" میں دیانتداری کا مادہ ہوتا۔ اس سے وابستگان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے خوف کا شائبہ پایا جاتا۔ اور وہ تقوےٰ کا کوئی ذرہ رکھتے۔ تو قطعاً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اتنا بڑا افتراء نہ کرتے۔ جتنا حال میں انہوں نے کیا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی۔ وہ لوگ جنہیں حضور کی تحریریں اور تقریریں پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ان کے سامنے بھی اگر حضور کا وہ خطبہ رکھ دیا جائے جس کی بناء پر "پیغام" نے یہ افتراء کیا ہے۔ تو وہ بھی عقل و انصاف سے کام لیتے ہوئے اس نتیجہ پر نہیں پہنچیں گے۔ جس پر "پیغام" اور دوسرے غیر مبایعین پہنچے۔ لیکن "پیغام صلح" اور اس کی پارٹی کے اکثر لوگ تو عام طور پر حضور کی تقریریں اور تحریریں پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کیلئے افترا کا کونسا موقعہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات سے حضور کو کتنا عشق ہے۔ اور یہ عشق کس طرح پھوٹ پھوٹ کر ہر اس لفظ سے نکلتا ہے۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں۔ ١٦ جون کے "الفضل" کے الفاظ سے بھی اس کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ پھر اس کے بعد ۲۱ جون کے "الفضل" میں جو خطبہ شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہایت والہانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور خدا تعالےٰ کے ایک خاص فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایسے نازک موقعہ پر جب ایک فریق تنقیص اور درجہ کی کمی کی طرف اپنا قدم اٹھا رہا ہو۔ دوسرے فریق کے متعلق یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ مقابلہ میں کہیں مبالغہ اور غلو سے کام لینے نہ لگ جائے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس نقص سے بھی ہمیشہ مجھے محفوظ رکھا۔ حالانکہ جو کام ہمارے سپرد تھا ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے کرتے وقت ایسا درجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدیتے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہتک کا موجب ہوتا۔ یا خدا کے لئے ہتک کا موجب ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ میرے قدم کو استوار رکھا اور کبھی کسی کو جرأت نہیں ہو سکی۔ کہ میرے ساتھ ہوتے ہوئے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کمی کر سکے یا اللہ تعالےٰ کے درجہ میں کمی کرے۔ قادیان میں ہی ایک دفعہ کسی نے کہا۔ کہ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شان میں آگے سے بڑھکر آتے ہیں۔ مجھے جب اس بات کا علم ہوا۔ تو میں نے فوراً نوٹس لیا۔ اور اس فقرہ کے کہنے والے کو تنبیہ کی۔ کہ ہر چیز کو اس کی اپنی جگہ پر قائم رکھنا ہی دین ہے۔ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کا ارتکاب کرتا ہے اور اُسے قطعاً برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ایک اور شخص نے ایک دفعہ غلو سے کام لیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو اس نے تشریعی نبوت کا نام دینا شروع کر دیا۔ میں نے اس شخص کے خلاف فوراً اعلان کیا۔ اور اس سے قطع تعلق کا حکم دے دیا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ شاید احمدی اس کی اس بات سے خوش ہوں گے۔ مگر میں نے اپنی جماعت کو اس سے تعلق رکھنے سے منع کر دیا۔ ہاں پیغامیوں نے اُسے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ غرض کسی کو موقع نہیں ملا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل کھڑا کر سکے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے متعلق غیرت میرے دل میں اپنے رسولوں سے بھی زیادہ رکھی ہے۔ اور یہی اصل ایمان ہوتا ہے۔ ہم کتنا ہی رسولوں سے عشق رکھتے ہوں۔ خدا کا مقام خدا کا ہی ہے۔ پس جہاں خدا نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں اپنے عمل اور زبان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجہ کو قائم کروں۔ وہاں اس نے مجھے اس امر کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ کہ رات اور دن سوتے جاگتے ایک منٹ اور ایک ساعت کیلئے بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کا وجود خیال نہیں کیا۔ بلکہ ہر حالت میں میں نے یہی سمجھا۔ کہ میں آپ کو وہی جگہ دوں۔ جو ایک استاد کے مقابلہ میں شاگرد کو اور ایک آقا کے مقابلہ میں غلام کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس شدید محبت کے جو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ چنانچہ جو لوگ میرے خطبات اور تقریریں سنتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ مجھ پر کبھی کوئی ایسا وقت نہیں آیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ میں نے بیان کیا ہو۔ اور رقت سے میرا گلا نہ پکڑا گیا ہو۔ دنیا میں محبتیں ہوتی ہیں کسی وقت کم اور کسی وقت زیادہ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے ایسی شدید محبت ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیا ہو اور مجھ پر رقت طاری نہ ہو گئی ہو۔ اور میرا قلب محبت کی گہرائیوں میں نہ ڈوب گیا ہو۔"

اب غور فرمایئے۔ جس انسان کی زبان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا اس طرح اظہار ہو۔ اور جس کے دل میں آپؐ کی محبت اس طرح موجزن ہو۔ اس کے متعلق کوئی دیانتدار اور صحیح الدماغ انسان یہ خیال بھی کر سکتا ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خفیف سے خفیف ہتک کا مرتکب ہو سکتا ہے؟

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

کہ یہ پیغام، اور کئی ایک پیغامیوں نے یہ تحریر بھی یقیناً پڑھی ہوگی۔ مگر باوجود اس کے یہ افترا اس ادا سے پوری طاقت سے پھیلایا جا رہا ہے۔

اسی خطبہ میں دوسرے موقعہ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"پس اپنے دل خدا کی طرف متوجہ کرو اور ایسے اخلاص اور ایسی محبت سے اس کی طرف جھکو کہ تمہیں اس کے ذکر میں لذت آنے لگے۔ پھر اس ذکر پر مداومت اختیار کرو۔ تا مداومت کی وجہ سے اس کی محبت تمہارے جسم کا جزو بن جائے۔ جب خدا کی محبت تمہارے دلوں میں حقیقی طور پر پیدا ہو جائے گی۔ تو وہی وقت ہوگا جب تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور اس کی عظمت کو سمجھ سکو گے حقیقت یہ ہے کہ گو انبیاء خدا تعالےٰ کی شان دنیا میں ظاہر کر کے دکھاتے ہیں۔ مگر وہ ایک مبہم سا نظارہ ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ خدا کے ذریعہ سے ہی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور خدا کے ذریعہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جس نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ اور جس نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں دیکھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کا ایک ظلی نور ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کا ایک ظلی نور ہیں۔ پس جس کا خدا سے تعلق ہو جائے گا۔ وہ ان نوروں کا بھی مشاہدہ کرے گا۔ اور جس کا خدا سے تعلق نہیں ہوگا۔ وہ ان نوروں کو بھی نہیں دیکھ سکیگا"

یہ حضور کی صرف ایک تقریر کے صرف دو اقتباس پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں حضور کی تحریریں اور تقریریں اس کثرت سے ہیں کہ کئی ضخیم جلدیں ان اقتباسات کی تیار ہو سکتی ہیں۔ اور ایسے رنگ کی ہیں۔ کہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔ مگر افسوس پیغامیوں کی آنکھوں سے یہ سب کچھ اوجھل ہو گیا۔ دشمنی اور عداوت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور وہ نہایت ناپاک افترا پردازی پر اتر آئے ؞

ایک خاص مقام میں احمدیوں کی آبادی بڑھانے کے متعلق اعلان

ایک خاص مقام کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشا ہے کہ وہاں احمدیوں کی آبادی کو بڑھانا سلسلہ کے اغراض کے لئے ضروری ہے۔ اچھے ڈاکٹر اور وکلا وہاں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ دوکانداروں کے لئے بھی عمدہ موقعہ ہے۔ وہاں کام بخوبی چلنے کی امید ہے۔ خصوصاً نانبائی کی دوکان کامیاب ہو سکتی ہے۔ محکمہ سول میں کلرکی کے خواہشمند نوجوانوں کو بھی وہاں ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ باہر سے جو دوست وہاں رہائش اختیار کریں وہ امید ہے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور چونکہ یہ ہجرت دین کے لئے ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ قادیان کے لوگ بھی اس تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ دوہرے ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اس طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس بارہ میں میرے ساتھ خط و کتابت کی جائے۔ شیخ محمد سیال ناظر اعلےٰ

انصار سلطان القلم کا دوسرا انعامی مقابلہ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت نوجوانوں میں مضمون نگاری کا شوق اور مہارت پیدا کرنے کے لئے مضامین کے انعامی مقابلوں کا ایک سلسلہ سال رواں سے شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دوسرے مقابلے کا موضوع "ظہور مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں" تجویز کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر جامع اور مدلل مضامین جن کا حجم دس فلسکیپ صفحات پر ہو ۲۰ وفا (جولائی) تک پہنچ جانے چاہئیں۔ امید ہے کہ خدام اس طرف پوری توجہ فرمائینگے

خلیل احمد مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مجلس علم و عرفان

۸ رماہ وفا۔ آج بعد نماز مغرب کی مجلس میں حضور نے اپنے چند تازہ رؤیا اور الہام بیان فرمائے۔ پھر غیر مبایعین کے اس ناپاک افترا کے متعلق کہ حضور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے فرمایا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو اس لئے کھیل بنانا کہ لوگوں میں ہمارے خلاف مخالفت بھڑکے اور وہ چند ریزولیوشنز پاس کر دیں۔ خدا کے غضب کے نیچے اپنے آپ کو لانے کا موجب ہوگا۔ اگر سارے لوگ بھی مخالف ہو جائیں۔ تو بھی ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے صحیح عقیدہ کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خود ہتک کرتے ہوئے دوسروں پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں وہ یقیناً خدا تعالےٰ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

فرمایا۔ ڈلہوزی میں قرآن کریم کے آخری پارہ کا درس شروع کیا گیا ہے۔ ارادہ ہے کہ یہ جلد چھپ جائے۔ پہلے ہفتہ میں جو دو سورتوں کا درس ہوا، وہ چار سو کالم میں مرتب ہوا ہے۔ امید ہے مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں یہ پارہ ختم ہو جائے گا۔ مفسرین نے آخری پاروں کی تفسیر مفصل نہیں لکھی۔ معلوم ہوتا ہے وہ یہاں آکر تھک جاتے ہیں۔ میں نے آخری پارہ کا درس اسلئے شروع کیا ہے، کہ وہ حصہ جو مستحق نظر اور مستحق بحث ہے۔ اس پر تفصیل سے لکھا جائے۔ پھر یہ حصہ زیادہ تلاوت میں آتا ہے۔ کیونکہ نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ اور بچے بھی آخری سورتیں یاد کرتے ہیں۔ ان کے لئے سہولت ہو جائیگی اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ مطابع اور کاغذ کی دقت پیش نہ آئی۔ تو ارادہ ہے کہ نومبر دسمبر تک ۶۰۰۔ ۷۰۰ سو صفحہ یا ممکن ہے اس سے بھی زیادہ کی یہ جلد شائع کر دی جائے

غلام نبی

یوم التبلیغ برائے غیر مسلم اصحاب

۱۶ر جولائی ۱۹۴۴ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے غیر مسلم اصحاب مقرر ہے۔ احباب ابھی سے تیاری کریں۔ اور وہ دن غیر مسلم اصحاب میں تبلیغ پر صرف کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

وصایا کے متعلق ضروری اعلان

اب جو نئی وصایا آ رہی ہیں۔ ان میں دوست ان جائیدادوں کو وصیت میں درج کرنا چھوڑ رہے ہیں۔ جن کو وہ خدمت اسلام کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ تمام جائیداد وصیت میں درج کرنی ضروری ہے۔ اور وہ وصیت سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اسلئے تمام نئی وصایا کرنے اور کرانے والے دوست اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ ہاں یہ نوٹ دے سکتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں جائیداد میں نے وقف کر دی ہوئی ہے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

جنگ میں افسر بھرتی ہونیوالے دوستوں کے پتے

جو احمدی نوجوان موجودہ جنگ کے دوران میں فوج میں لیفٹیننٹ یا اس سے کسی اعلیٰ رینک میں بھرتی ہوئے ہوں۔ ان کے موجودہ پتے نظارت بیت المال کو مطلوب ہیں۔ لہذا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ان نوجوانوں کے رشتہ داروں کا فرض ہے کہ ان کے موجودہ ایڈرسوں سے ناظر بیت المال کو جلد از جلد اطلاع دیں۔ اگر خود ان نوجوانوں کی نظر سے یا ان کے کسی دوست کی نظر سے یہ اعلان گزرے۔ تو وہ مطلوبہ اطلاع جلد مہیا فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

الاخبار والآراء

احرار اور مسجد شہید گنج

احرار نے مسلم لیگ کے خلاف جو مہم شروع کر رکھی ہے۔ اور جس کے دوران میں وہ اپنا سب سے بڑا ہتھیار بدزبانی اور بدگوئی بڑے زور شور سے استعمال کر رہے ہیں۔ اسے اخبار "احسان" (۲۴ جولائی) "تبلیغ کا سیول کا ایک نادر ترین مرقع" قرار دے کر مسٹر مظہر علی کے ایک خطبہ استقبالیہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"مسلم لیگ نے مسجد شہید گنج کے لئے کچھ نہیں کیا۔ خاکساروں کے سلسلہ میں مسلم لیگ خاموش رہی۔ ان کے خطبے میں یہ دو بنیادی الزامات ہیں۔ مولانا خدارا انصاف سے کہیں کہ شہید گنج کے لئے احرار نے کیا کیا تھا...... شہید گنج کے معاملہ میں احرار بالکل ساکت وصامت ہو گئے"۔

معلوم ہوتا ہے "احسان" کے پیش نظر وہ مفصل واقعات نہیں جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے وقت احرار سے ظہور پذیر ہوئے۔ اور خود "احسان" نے شائع کئے بیشک ابتدا میں احرار بالکل ساکت وصامت ہو گئے اور اس کے متعلق انہوں نے فخریہ انداز میں یہ اقرار بھی کیا۔ کہ

"مجلس احرار کی مسجد شہید گنج کے متعلق ایجی ٹیشن میں عدم شرکت بڑی عقلمندی تھی" (احسان ۲۷ جولائی ۳۵ء)

لیکن پھر خاموش بھی نہ رہ سکے۔ اور مخالفانہ طاقتوں کے آلہ کار بن کر مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے اور ان کی ایجی ٹیشن کو ناکام بنانے میں مصروف ہو گئے :

احرار کی مسلمانوں سے غداری

عین اس وقت جبکہ مسلمانوں میں بے حد اضطراب اور بےچینی پھیلی ہوئی تھی۔ دو دن میں ان پر دس بار گولی چل چکی تھی۔ بہت سے لوگ موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ اور بہت سے زخمی پڑے تھے۔ اس وقت احرار نے ایک اعلان شائع کیا۔ جو "احسان" نے بھی اپنے ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں درج کیا اس میں لکھا۔

"اس مسجد کو حاصل کرنے کی تحریک بنیادی طور پر غلط ہے۔ اور اس کا جاری کرنا ہمالیہ پہاڑ سے بڑی غلطی ہے"۔

پھر لکھا۔ "ہم دیانتدارانہ طور پر اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ یہ تحریک غلط ہے"۔ (احسان ۲۸ جولائی)

اسی پر بس نہ کی گئی بلکہ یہاں تک کہہ دیا۔ کہ جو مسلمان اس جدوجہد میں کام آئے وہ حرام موت مرے۔ اور ان کے پسماندگان قطعاً کسی ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں۔ ان حالات میں یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ احرار ساکت وصامت ہو گئے۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نہایت نازک اور بے حد مصیبت کے وقت احرار نے مسلمانوں کے ساتھ انتہائی غداری کی۔ اور وہ شرمناک طریق عمل اختیار کیا۔ جو کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اختیار نہ کر سکتا تھا :

احرار نے بزدلی اور بے غیرتی کی تعلیم دی

اس کے علاوہ بھی دنوں "دماغ احرار" چوہدری افضل حق نے اپنے خاص واعظانہ انداز میں ایک سلسلہ مضامین لکھا۔ جس میں مسلمانوں کو بزدلی اور بے غیرتی کی تعلیم دینے میں سارا زور صرف کر دیا۔ اس طویل سلسلہ مضامین میں سے صرف ایک فقرہ ملاحظہ ہو۔ لکھا۔

"بحالات موجودہ ہندوستان کا آزاد ہونا آسان ہے۔ مگر مسجد کا واگزار ہونا مشکل ہے کیونکہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ہندو اور سکھ کی ہمدردی کا حاصل ہونا ممکن ہے مگر مسجد کی بحالی کے لئے انگریز کی گولی سکھ کی کرپان اور ہندو کے سرمایہ کا مقابلہ کرنا ہو گا"۔ (مجاہد ۷ راگست ۳۵ء)

گویا تحریک مسجد شہید گنج تو الگ رہی مسلمانوں کو یہ تلقین کی گئی۔ کہ کسی معاملہ میں بھی سکھوں اور ہندوؤں کے مقابلہ میں چون و چرا نہ کرنا وہ جو کچھ بھی کریں۔ اسے خاموشی سے برداشت کرتے جاؤ ورنہ انگریز کی گولی سکھ کی کرپان اور ہندو کے سرمایہ کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ اور قیامت تک تم کر نہیں سکتے۔

غرض یہ ہے وہ کھیل جو احرار نے مسجد شہید گنج کے انہدام کے موقعہ پر کھیلا مسلمانوں کو خون و خاک میں لوٹتے ہوئے دیکھ کر کھیلا سکھ اور ہندو کے سرمایہ کو چھنکار پر کھیلا :

اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا

اخبار "احسان" میں کسی نام نہاد "مجلس تعمیر ملت" کے جلسہ کی روئداد شائع ہوئی ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے حکومت اور علماء سے "درخواست" کی گئی ہے اور علماء سے تو یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ "اب وقت آگیا ہے۔ کہ وہ صاف صاف اور غیر مبہم الفاظ میں مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیں"۔ مگر ان "علماء" نے پہلے کونسی کسر اٹھا رکھی ہے۔ وہ ناخنوں تک زور لگا کر نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ اور جو زور لگاتے رہیں گے۔ وہ اپنی ناکامی و نامرادی بھی دیکھتے رہیں گے۔ افسوس ان لوگوں کی عقلوں پر ایسا پردہ پڑا ہوا ہے۔ کہ موٹی سے موٹی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مذہبی لحاظ سے اسلام سے کسی کو خارج کرنے کی طاقت نہ تو ساری دنیا کے علماء کو ہے۔ اور نہ کوئی بڑی سے بڑی حکومت ایسا کر سکتی ہے۔ باقی رہا سیاسی طور پر اخراج یہ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے اور افسوس کہ مسلمانوں کو اس کا کچھ بھی احساس نہیں۔

ماتم کا مقام

مسلمانوں کی اسی ابتر حالت کا ذکر کرتا ہوا اخبار "انقلاب" (۷ جولائی) "مسلمانوں کی خویش آزاری" کے عنوان سے "ہندو لیڈروں کی خویش پروری" کی مثالیں پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

"اس کے برعکس مسلمانوں کا شیوہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ یہاں بائیکاٹ ہے اخراج ہے۔ انقطاع ہے ایک دوسرے کی مخالفت میں سرگرمی اور جوش کا اظہار ہی کالی جھنڈیاں ہیں۔ مخالفانہ نعرے ہیں جس گروہ کو دیکھو ساری قوت اپنوں کے خلاف صرف کر رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں اغیار سے ہر شرط پر اتحاد کے لئے کوشاں ہے۔ اسے ملت پروری اور ملت دوستی کہا جاتا ہے۔ جو لوگ اصولاً ہم خیال ہیں۔ اور اصولاً بڑی حد تک متحد ہیں۔ ان کو ہر ممکن کوشش سے ایک دوسرے کے مخالف ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ہر گروہ اپنے مالی وسائل اور استعداد کار کو دوسروں کے خلاف نہیں بلکہ اپنوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اور کسی کو اس بنیادی حقیقت کا احساس نہیں۔ کہ ملت کی حقیقی قوت اتحاد میں مضمر ہے نہ کہ انتشار میں۔ مسلمان اس سرزمین میں متحد رہ کر غیرت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ نہ کہ مختلف گروہوں میں بٹ کر۔ یہ صورت حال بڑی رنجدہ اور بڑی مصیبت خیز ہے۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک مسلمانوں میں اپنی مساعی کے اس ضیاع بلکہ مضرت رسانی کا کوئی احساس پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے کے خلاف رزم آرائی کو یہ لوگ تطہیر قرار دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ جماعت نما لغویوں سے پاک ہو گئی۔ اور اس پر خوش ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ گریہ و ماتم کا مقام ہے"۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ دوسری اقوام کی مثالیں اور حوادثات کے تھپیڑے بھی مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے کافی نہیں۔

شیر پنجاب اور سکھ

ننکانہ میں سکھوں اور ہندوؤں کی کشمکش پر اظہار رائے کرتا ہوا سکھ اخبار شیر پنجاب (۲ جولائی) لکھتا ہے۔ "نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ گوردوارہ کی اراضیات میں ہندوؤں اور سکھوں کو رفع حاجات کے لئے داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اور ایک بیان کے مطابق اگر کسی مخالف نے کسی کھیت میں پاخانہ کر دیا تو اسے مجبور کیا گیا۔ کہ وہ پاخانہ اٹھائے شرم شرم شرم یہ وہی شرمناک حرکات ہیں جو اکثر دیہات کے زمیندار اپنے مخالفوں سے روا رکھتے ہیں۔ اور جن کا تلخ تجربہ ضلع اٹک اور شمال مغربی پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں کو ہوتا رہتا ہے۔ اور جن کا وسطی پنجاب میں بھی غریب لوگوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے زیادہ تنگدلی اور کمینہ پن اور کیا ہو سکتا ہے"۔

اگر یہ پارٹی بازی اور ہندوؤں میں سکھوں کو مدغم کرنے کے رجحان کا نتیجہ نہیں بلکہ محض مظلوم کی حالت کے جذبہ کے ماتحت لکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جن علاقوں میں سکھوں نے مالکانہ حقوق کے نشہ میں مسلمانوں پر زندگی دوبھر کر رکھی ہے۔ انکی عزت و آبرو کو برباد کرتے رہتے ہیں۔ انہیں مذہبی فرائض ادا کرنے سے روک رکھا ہے۔ اور اس طرح مستقل ظلم ڈھا رہے ہیں۔

جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب نیروبی کے مقدمہ کے مختصر کوائف

ماہ مئی ۱۹۴۴ء کے ابتداء میں محترمی حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب پر جو جماعت ہائے مشرقی افریقہ کی مرکزی انجمن نیروبی کے پریذیڈنٹ ہیں۔ ڈیفنس ایکٹ کے ماتحت گورنمنٹ کی طرف سے ایک مقدمہ دائر کیا گیا اور چونکہ گورنمنٹ نے ان کو جلد ہی رفع کر دیا۔ اور چونکہ اس مقدمہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سی برکات اور فوائد سے متمتع فرمایا ہے۔ لہذا مختصراً اس مقدمہ کے کوائف ناظرین اخبار الفضل کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

میرا اس بات پر پختہ ایمان ہے۔ کہ جو بات مندرجہ ذیل شعر میں کسی بزرگ نے بیان فرمائی ہے۔ الٰہی سلسلوں کے ساتھ ہمیشہ اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کا سلوک ہوتا ہے۔ یعنی ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ اند

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسپر بھروسہ

بظاہر ایسی حالت میں جبکہ ہمارے دل حضرت سیدہ اُم طاہر احمد صاحبہ مرحومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے سخت مجروح اور اندوہگین تھے۔ اُن کے محبوب بھائی پر ناگہانی مقدمہ کی اطلاع ایک ایسا امر تھا۔ جس نے ہم پر گویا ایک زلزلہ وارد کر دیا۔ اور احباب جماعت انتہائی المناک قلوب کے ساتھ مضطربانہ دُعاؤں۔ روزوں اور صدقات کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اسوۂ حسنہ کے ماتحت جو ہمیں تازہ عرفان نصیب ہوا ہے۔ اُس کے مطابق کسی کے دل میں ذرہ بھر بھی شکوہ نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُسپر کامل بھروسہ قلوب میں جاگزیں تھا۔ اور ہم اس امر کے امیدوار بیٹھے تھے۔ کہ ؎

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائینگے رشکِ چمن اک دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

قبل از وقت اطلاع

جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کئی بار فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم سے یہ خاص فضل کا سلوک ہے۔ کہ پیش آمدہ حالات کی قبل از وقوع اطلاع فرما دیتا ہے۔ چنانچہ عاجز راقم نے مقدمہ کی اطلاع ملنے سے ایک روز قبل اسکے متعلق خواب دیکھا۔ محترمی شاہ صاحب نے تو کئی روز قبل جبکہ ایک دن بوقت صبح یہ خاکسار معہ مکرمی ڈاکٹر عبداللہ صاحب (جو قراطینیہ سے تشریف لائے تھے۔ اور حضرت ام طاہر احمد صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات پر اظہارِ ہمدردی کے لئے شاہ صاحب سے ملنا چاہتے تھے) اُن کے ہاں گیا۔ تو ہم سے ذکر کیا۔ کہ آج کشف میں ایسا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ علم دیا گیا ہے کہ بہت سی آفات اور مصائب کا دُنیا پر نزول شروع ہو گیا ہے۔ نیز مقدمہ کی اطلاع ملنے سے قبل متعدد دفعہ یہ دُعا اُن کی زبان پر جاری ہوتی رہی۔ اللّٰھم انّی اعوذ بک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء

مقدمہ کی بناء

مقدمہ کی بناء اس امر پر تھی۔ کہ جناب شاہ صاحب بوجہ خرابی صحت رخصت پر ہندوستان تشریف لے جا رہے تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے دو خطوط لکھے ایک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں۔ اور دُوسرا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں۔ جن میں یہ مذکور تھا۔ کہ چونکہ بحری سفر مخدوش ہے۔ لہذا سفر اختیار کرنے کے قریب ایک تار ارسال کیا جائیگا۔ جس میں دُعاء کی درخواست کی جائے گی۔ اور اس سے حضور کو علم ہو جائے گا۔ کہ ہم عنقریب سفر اختیار کرنے والے ہیں۔ اور یہ طریق اسلئے اختیار کیا گیا ہے۔ کہ آجکل قانون دفاعی کی رُو سے جہازوں کی آمد و رفت کی اطلاع دینا ممنوع ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت وہ خط جو مکرمی شاہ صاحب نے اپنی طرف سے صحت نیت اور دیانتداری سے اپنے آپکو قانون کا پابند رکھتے ہوئے تحریر کیا تھا۔ اسپر یہ شبہ کیا گیا۔ کہ اگر یہ خط اور تار دشمن کے ہاتھ آجائے تو برطانوی جہازوں اور جانوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ناظرین الفضل کے لئے یقیناً یہ بات حیرت کا موجب ہوگی۔ کیونکہ ہم نے مولوی جلال الدین صاحب شمس کے تار لنڈن سے ارسال کردہ اور الفضل میں ہی شائع شدہ ملاحظہ کئے ہیں۔ کہ فلاں دوست ہندوستان آرہے ہیں۔ اُن کے بخیریت منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے احباب دُعا فرمائیں۔ نیز حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ڈائری میں مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ مغربی افریقہ کے متعلق ذکر ہے کہ حضور کی خدمت میں تار آیا ہے کہ وہ واپس ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔ اور لیگوس کے راستہ سے آرہے ہیں۔ بہرحال مقامی حکومت کے ارباب حل و عقد کے لئے مکرمی شاہ صاحب کا یہ خط ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ بن گیا کہ جس کی گتھی اُن سے نہ سلجھ سکی۔ اور انہوں نے اس خط کی بناء پر ڈیفنس ایکٹ کے ماتحت مقدمہ چلانا ضروری خیال کیا۔

ہر حالت میں سچائی پر قیام

اوّل اوّل جب یہ مقدمہ مجسٹریٹ کے پاس گیا۔ تو جیسا کہ وکلاء اور دیگر عرفان الٰہی سے محروم دُنیادار خیر خواہوں کا قاعدہ ہے۔ محترمی شاہ صاحب پر یہ زور دیا گیا۔ کہ وہ اپنے خطوط کے متعلق خاموش رہیں۔ کیونکہ بہرحال اس امر کا بار ثبوت کہ خط شاہ صاحب کے ہی تحریر کردہ ہیں۔ پولیس کے ذمہ ہے۔ لیکن شاہ صاحب محترم نے صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ خواہ نتیجہ کچھ ہو۔ ہم ہر حال میں سچائی سے ذرّہ بھر بھی انحراف نہیں کرینگے سو باوجود انتہائی غم و حزن کے دل میں شکوہ نہ لانا بلکہ اللہ تعالےٰ کی حمد میں مصروف رہنے کا جماعت نے جو شیوہ اپنے مقدس امام کے ارشاد کے ماتحت قائم رکھا۔ اس کے پیش نظر یہ تیسری برکت تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں راستی پر قائم رہنے کی توفیق دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایک معزز انگریز کی شہادت

چوتھا فائدہ یہ ہوا۔ کہ ہماری طرف سے ایک انگریز دوست مسٹر ایڈورڈ لنکن (Edward Lincoln) بطور گواہ پیش ہوئے۔ یہ صاحب ہندوستان میں عرصہ تیس سال تک بطور ڈپٹی کمشنر اور قائم مقام کمشنر اور سکرٹری پنجاب گورنمنٹ رہ چکے ہیں۔ اور اب ریٹائر ہو کر یہاں مشرقی افریقہ میں رہنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی ملازمت کے دوران میں ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر بھی رہ چکے ہیں۔ اور کئی ضلعوں میں حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کے ساتھ رہنے کی وجہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ او معلوم ہوتا ہے۔ کہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب اور میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ اُن کے بیان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ یہ خط کسی عام دوست یا رشتہ دار کو تحریر نہیں کئے گئے۔ بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں لکھے گئے ہیں۔ جن کے متعلق احمدیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ان کی دعا سارے جہاز کی حفاظت کا موجب ہو سکتی ہے حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت نبی کریم

(صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے جانشین ہیں۔ یہ جماعت (یعنی جماعت احمدیہ) نہایت وفادار ہے۔ اور گورنمنٹ ہند کی نظروں میں نہایت عزت و احترام رکھتی ہے۔ یہ ایک ہی جماعت ہے جس نے من حیث القوم جنگ میں گورنمنٹ برطانیہ کی مدد بدل و جان کی ہے۔ باقی قومیں انفرادی حیثیت سے جس طرف ان کا رجحان ہو کرتی ہیں۔ یعنی جس شخص کا جیسا ذاتی خیال ہو۔ لیکن احمدی اپنے مقدس امام کے حکم کے پابند ہیں۔ اور جماعتی لحاظ سے تعاون کرتے ہیں۔

عدالت ماتحت اور ہائیکورٹ کی رائے

چنانچہ مجسٹریٹ نے اور پھر بوقتِ اپیل ہائیکورٹ کے ججوں نے اپنے اپنے فیصلہ میں اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ جماعت احمدیہ فی الواقعہ وفادار ہے۔ اور یہ کہ محترمی سید محمود اللہ شاہ صاحب کا اپنا کیریکٹر بھی ہر ایک داغ سے منزّہ ہے۔ نیز انہوں نے باوجود قانونی لحاظ سے ہمارے خلاف فیصلہ صادر کرنے کے کہا۔ کہ یہ مسلّمہ حقیقت ہے۔ کہ مقامی گورنمنٹ کی شاہ صاحب نے دوران جنگ میں مدد کی۔ چنانچہ ان باتوں کا یورپین اور ہندی اقوام میں چرچا ہے۔

جس دن ہماری اپیل مسترد ہوئی۔ اور محترمی شاہ صاحب مسجد احمدیہ میں تشریف نہ لائے۔ جہاں باوجود علالت اور نقاہت کے ان کی حاضری بفضلہ تعالیٰ یقینی ہوتی ہے۔ تو احباب جماعت کی حالت اس امر کی آئینہ دار تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے کس درجہ اخوت احمدی میں رکھ دی ہے۔ میری زبان پر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے دو شعر بار بار آتے تھے۔ صرف فرق یہ تھا۔ کہ "دارالامان" کی بجائے اس وقت میرے مد نظر "مسجد احمدیہ نیروبی" تھی ؎

سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالامان
رونقِ بستانِ احمد دلربائے قادیان
جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں
قالب بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیان

نہایت شریف انگریز افسر

بالآخر ہز ایکسی لنسی جناب گورنر صاحب کینیا کالونی کے پاس اپیل کی گئی۔ وہ نہایت مہربانی اور ہمدردی سے پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ احمدیہ وفد کی ملاقات کے وقت چیف سکرٹری صاحب اور اٹارنی جنرل بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور ان کا سلوک بھی نہایت ہمدردانہ تھا۔ یہ بالکل درست بات ہے۔ کہ انگریزوں میں کئی نہایت شریف افسر ہیں۔ اور وہی حکومت کے سچے خیر خواہ اور گورنمنٹ کے لئے بطور بنیاد ہیں۔ بعض پولیس آفیسرز کا رویہ بھی نہایت شریفانہ اور دیانتدارانہ رہا۔ جس کا تجربہ کرکے ہمیں خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

ایک ممتاز حیثیت

الغرض یہ مقدمہ اراکین حکومت اور سربر آوردہ ملت کے لوگوں کو سلسلہ حقہ کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچانے اور بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کا موجب بن گیا۔ احباب جماعت اس عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ دل سے گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرتے رہے اور اعزازی طور پر جنگ کی مدد کے سلسلہ میں بھی حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ پھر محترمی شاہ صاحب حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت باوجود قانون کے ہاتھوں تکلیف اٹھانے کے نہایت توجہ اور اضطراب سے اتحادیوں کی فتح کے لئے دعا فرماتے رہے۔ یہ بات یقیناً ایک ایسی ممتاز حیثیت رکھتی ہے کہ جس کی مثال بجز احمدیوں کے صفحۂ دنیا پر ملنی ناممکن ہے۔

بیگم شاہ صاحب کی جانسوزی

ہماری محترم بہن فرخندہ اختر بیگم صاحبہ اہلیہ جناب شاہ صاحب مکرم کو ان کی علالت کی وجہ سے بہت گھبراہٹ تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپیل کے وقت خواہش ظاہر کی کہ وہ خود بھی گورنر صاحب سے اس بارہ میں احمدیہ وفد کے علاوہ بات کرنا چاہتی ہیں۔ اس امر کا انتظام ہو گیا اور جب وفد کی بعد میں گورنر سے ملاقات ہوئی۔ تو وہ ان کی گفتگو سے بہت متاثر معلوم ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ اپنے میاں کے لئے جس جانسوزی اور سچی رفاقت اور ہمدردی کا انہوں نے ثبوت دیا۔ اور ساری ساری رات گریہ و زاری سے دعا کرتی رہیں ایسی صالحات۔ قانتات اور حافظات للغیب کا وجود بھی ان روشن انوار کے نزول کا ثبوت ہے۔ جو ہمارے پیارے اور مقدس امام حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برکت سے ہر آن جماعت پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

درخواستِ دعا

انشاء اللہ محترمی شاہ صاحب بمعہ اپنی اہلیہ اور بچہ جب بھی سفر کا موقعہ بہم ہوا۔ دارالامان کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ اور انکی علالت کے

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب سب جج بہادر درجہ اول گجرات

نمبر مقدمہ ۲۳۱ بابت سال ۱۹۴۳ء

گل محمد ولد محمد بخش قوم رنگریز سکنہ ٹانڈہ تحصیل گجرات بنام حاکم علی وغیرہ سکنہ مذکور

دخلیابی ۱/۲ حصہ مکان واقعہ آبادی ٹانڈہ تحصیل گجرات

۱۔ مسماۃ برکت بی بی دختر پیراندتہ زوجہ صدر دین سکنہ بھیجے تحصیل و ضلع سیالکوٹ
۲۔ مسماۃ اللہ رکھی بیوہ اللہ رکھا سکنہ نواں شہر تحصیل رنبیر سنگپور۔ ریاست جموں۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں رپورٹ سمن ہائے و بیان حلفی پیادگان سے واضح ہوتا ہے کہ مدعا علیہما محولہ بالا تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کر رہی ہیں۔ اور حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر دو مدعا علیہما کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ مورخہ ۱۳ ۷/۴۳ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کرینگی۔ تو خلاف ان کے کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۴۳ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مہر شیر محمد خانصاحب بی۔ اے ایل ایل بی سب جج بہادر درجہ سوم پاکپٹن ضلع منٹگمری

دعویٰ دیوانی ۵۷۳ بابت ۱۹۴۳ء

مسماۃ غلام فہیران نابالغہ زوجہ درویش قوم رنگریز سکنہ حال قبولہ تحصیل پاکپٹن برفاقت شیر محمد۔ مدعیہ۔

بنام درویش

دعویٰ فسخ نکاح

بنام درویش ولد بخشایا قوم رنگریز ساکن حال سنیکے۔ ڈاکخانہ و تحصیل بہاول نگر ریاست بہاولپور۔ مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمّی درویش مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام درویش مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر درویش مذکور تاریخ ۱۷ر ماہ جولائی ۱۹۴۳ء کو مقام پاکپٹن حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۳ر ماہ جولائی ۱۹۴۳ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

وی۔ پی ارسال کردیئے گئے ہیں۔ احباب وصول فرما کر ممنون فرماویں

میں یا اگر ہوگی تو کب۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مشرقی افریقہ کی سرزمین حضرت امیر المومنین کے اس سچے عاشق۔ احمدیت اور اخلاق کے اعلیٰ نمونہ اور ہمارے محترم بزرگ اور شفیق بھائی کی یاد کو

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۹ رجولائی۔ کاں پر اتحادی فوجوں نے حملہ شروع کر دیا ہے۔ کل رات کی خبر ہے کہ شمالی بستیوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ دشمن کے مورچے پر حملہ کرنے والے برطانوی اور کینیڈین دستے جنوب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کل دن بھر باوجود سخت بارش کے ہمارے دستے دشمن کے مورچوں کی طرف بڑھتے رہے۔ پہلے ہمارے ٹینکوں نے ۱۷ میل لمبے مورچے پر حملہ کیا۔ پھر پیدل دستے آگے بڑھے۔ دشمن کے پچاس کے قریب ٹینکوں نے ہمارے بائیں بازو پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ جن میں سے بیس کو ختم کر دیا گیا۔ شیر بورگ کے بعد کاں سب سے اہم جگہ ہے۔ جس پر اتحادی فوجیں قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ لائے ڈی پوئے ای کے شہر میں امریکن فوجیں داخل ہوگئی ہیں۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ برطانیہ کے محکمہ ہوائی کے وزیر نارمنڈی میں ہوائی اڈوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ فرانس کے خفیہ دستے نارمنڈی سے بیس میل کے فاصلہ پر دشمن سے لڑ رہے ہیں۔ اس فوج میں پانچ لاکھ کے قریب سپاہی شامل ہیں۔ جنہیں اتحادی گولہ بارود مہیا کر رہے ہیں۔

ماسکو ۹ رجولائی۔ روسی فوج پولینڈ کی سرحد پار کرکے ولنا تک پہنچ گئی ہے۔ جس کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ساڑھے چھ سو بستیاں اور گاؤں دشمن سے اور آزاد کرالئے گئے ہیں۔ ولنا ریلوے لائن کا اہم جنکشن ہے۔ جس کے ذریعے جرمن بالٹک کے ملکوں میں رسد اور کمک پہنچاتے ہیں۔

واشنگٹن ۹ رجولائی۔ مسٹر روزویلٹ اور ڈیگال میں جو گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ ختم ہو چکی ہے۔

ماسکو ۹ رجولائی۔ منسک کے جنگلوں میں بچے کھچے جرمنوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔ گرمیوں کے حملہ کے شروع ہونے سے لیکر اس وقت تک چودہ جرمن جرنیل روسی فوجوں کے آگے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔

دہلی ۹ رجولائی۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ممبروں نے حکومت کی طرف سے عائد کردہ چارج شیٹ کے جو جواب دیئے ہیں۔ ان کے پیش نظر حکومت نے ان کی نظر بندی کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ان ممبروں نے اگست ۱۹۴۲ء کے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فسادات سے اپنی بیزاری کا اظہار کیا تھا۔

واشنگٹن ۹ رجولائی۔ جنگ چین و جاپان کی ساتویں سالگرہ کی تقریب پر امریکن بمباروں نے جاپان کی اصل سرزمین پر حملہ کیا۔ اور چین کے اڈوں سے اڑ کر جاپان کے بحری اور صنعتی ٹھکانوں پر شدید بمباری کی۔ حملہ کے بعد سب ہوائی جہاز سلامت واپس آگئے۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ اس وقت فرانس کے مختلف محاذوں پر لڑنے والی اتحادی فوجیں جرمنی کی اصل سرحد سے صرف تین سو میل کے فاصلہ پر ہیں۔ اٹلی میں جنرل الیگزینڈر کی افواج آسٹریا کی سرحد سے اتنی ہی دور ہیں۔ فرانس میں گذشتہ [illegible] میں بیس ڈویژن جرمن فوج تباہ ہو چکی ہے۔ اور اب جرمن چاہتے ہیں۔ کہ شمالی اٹلی سے اپنی فوجیں نکال کر فرانس میں اپنی طاقت کو مضبوط کریں۔

بمبئی ۹ رجولائی۔ گاندھی جی کی ۷۵ ویں سالگرہ ۲ر اکتوبر کو ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس موقعہ پر ان کی اہلیہ کے میموریل فنڈ کیلئے ۷۵ لاکھ روپیہ ان کو پیش کرنے کی تجویز ہے۔ ان کے سوانح حیات پر ایک ضخیم اور مفصل کتاب بھی لکھ کر ان کے پیش کی جائیگی۔

شملہ ۹ رجولائی۔ سیٹھ رام کشن ڈالمیا نے ایک بیان میں کہا۔ کہ جنگ کے بعد ہندوستان میں پچاس کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے طیارہ اور موٹر سازی کا اتنا بڑا کارخانہ قائم کیا جائیگا۔ جس کی تمام دنیا میں کوئی مثال نہ ہو۔ آپ اس سلسلہ میں ذمہ دار افسروں سے بات چیت کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا۔ یہ کارخانہ ایک بہت بڑی بندرگاہ کے قریب تعمیر کیا جائیگا۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ ڈاکٹر گوبلز نے ایک تقریر میں کہا۔ آج جرمن قوم خطرہ میں ہے دشمن جرمنوں کو صفحہ عالم سے مٹا دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اسوقت مقابلہ نہ کر سکے۔ تو آئندہ پچاس سال میں ہمارے لئے دوبارہ جنگ کرنے کا کوئی امکان نہیں اسوقت تمام ذرائع کو مجتمع کرنا چاہیئے اور ہر شخص کو انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ نارمنڈی کے محاذ پر اتحادی ٹینک کل کاں شہر کے وسطی حصہ میں داخل ہو گئے۔ مگر شہر میں چونکہ بہت سے پھندے اور بارودی سرنگیں تھیں۔ اس لئے وہ شہر میں بیرونی مغربی بستیوں میں لوٹ آئے۔ جہاں بڑی اتحادی فوج جمع ہے۔ بیرونی بستیوں میں ہماری فوج نے قدم جما لئے ہیں۔ ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جرمنوں کو لائے ڈی پوئے کے شہر سے نکال دیا گیا ہے۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ اٹلی میں جرمنوں کے شدید مقابلہ کے باوجود ہمیں کامیابی ہو رہی ہے۔ ایڈریاٹک میں دشمن کے جہازوں پر ہوائی حملے کئے گئے۔ اور ویانا میں تیل کے کارخانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ انگلستان کے اڈوں سے امریکن بمباروں نے روہر کے صنعتی علاقہ پر بڑے زور کے حملے کئے۔

لنڈن ۹ رجولائی۔ ایک جرمن اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ روسیوں نے کوویل اور روف کے درمیان ایک نیا حملہ شروع کیا ہے۔

واشنگٹن ۹ رجولائی۔ جزائر سائیپان میں جاپانی ایک چھ مربع میل کے علاقہ میں گھر گئے ہیں۔ وہاں سے نکلنے کیلئے انہوں نے بڑے زور کا جوابی حملہ کیا۔ اور اپنی تمام طاقت کو ایک تنگ علاقہ میں اکٹھا کر دیا۔ اس حملہ میں پہلے انہیں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ اور انہوں نے امریکن فوج کو کافی دور تک پیچھے ہٹا دیا۔ مگر آخر انکو پھر اسجگہ دھکیل دیا گیا۔ جہاں سے وہ چلے تھے۔ امریکن جرنیلوں کا